

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا
جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھا رہے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں۔



یتیم کا پالن پوسن اور پرورش

اصلاح معاشرہ سلسلہ اشاعت نمبر-۲۹

حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم

صدر المدرسین

واستاذ حدیث دارالعلوم دیوبند



شائع کردہ:

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی

دارالعلوم دیوبند

یتیم کا پالنہ پوسن اور پرورش

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

قرآن شریف میں کم و بیش ۱۰/۱۱ آیتوں میں یتیم کا ذکر آیا ہے۔

یتیم اسلامی اصطلاح میں اس نابالغ بچہ کو کہا جاتا ہے جس کے سر پر سے باپ کا سایہ اٹھ گیا ہو جس کا مطلب ہے کہ اگر ماں نہیں ہے لیکن باپ ہے تو اس کو یتیم نہیں کہا جائے گا اسی طرح جوان ہونے کے بعد کوئی مرد یا عورت یتیم نہیں ہے چونکہ خاص طور پر باپ اپنے بچوں کا زندگی کے ہر شعبہ میں مددگار ہوتا ہے اس لئے باپ کے نہ ہونے کی شکل میں بچہ بے سہارا اور ہر طرح سے محتاج ہو کر رہ جاتا ہے چنانچہ قرآن نے جس طرح جگہ جگہ فقیروں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ایک بے سہارا اور محتاج ہونے کی بنیاد پر یتیم کے ساتھ بھی حسن سلوک اور اپنی اولاد کی طرح اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے: مسلمانوں کے گھروں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ خراب برتاؤ کیا جاتا ہو، جس کا مطلب یہ ہوگا کہ گھر میں اپنے بچوں میں اور یتیم میں کھانے پکڑے اور پہننے میں اور رہن سہن میں ایسا طریقہ اپنائے جس سے کبھی یتیم کے دل میں یہ خیال بھی نہ آئے پائے کہ اگر میرا باپ ہوتا تو میں بھی یہ کام کرتا اور ایسا کپڑا پہنتا اور ایسی زندگی گزارتا اسی لئے بیکس اور بے سہارا یتیم کی دیکھ رکھ ٹھیک ڈھنگ سے کرنے والے کے بارے میں حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں اور وہ جنت میں اس طرح قریب رہیں گے جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔

پھر یہ بات غور کرنے کے لائق ہے کہ قرآن شریف میں کسی جگہ یتیم کے ساتھ اچھے برتاؤ کے معاملہ میں یتیم کے مذہب سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے جس کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ مذہب پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس کی بے کسی اور بے چارگی پر مبنی ہے، یتیم چاہے ہندو ہے یا یہودی اور عیسائی اور مسلم ہے بچہ ہے یا بچی ہے فقیر ہے یا ان کے پاس مال ہے دنیا میں جو بھی اس کے پالن پوسن کی ذمہ داری لے گا اور پھر اچھا برتاؤ کرے گا اپنی اولاد کی طرح رکھے گا تو وہ کل اللہ کی جنت میں اللہ کے رسول کی قربت کا مستحق ہوگا۔

چنانچہ سورہ نمبر ۴/آیت نمبر ۲ میں کہا ہے: کہ جن بچوں کے باپ مر جائیں ان کے مال انھی کو پہونچاؤ اور (ان کی) اچھی چیز (اپنی) بری چیز سے مت بدلوا اور اپنے مال کے رہنے تک ان کے مال کو مت کھاؤ..... یعنی یہ خیال کر کے کہ بڑا ہو کر یہ اپنے مال کا مطالبہ کریگا تو یتیم کے بچپن اور نادانی کے زمانہ میں اس کی اچھی زمین یا اچھے مکان کو مثلاً اپنی خراب زمین یا مکان سے تبدیل نہ کرو اور اگر تمہارے پاس کچھ نہ رہے تو امانت داری سے ان کی خدمت گزاری کا حق ان کے مال سے لینا درست ہے، مطلب یہ ہے کہ یتیم کا باپ اگر کچھ مال یا زمین جائیداد چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا اور تم اس یتیم کے ذمہ دار ہو خاندانی اعتبار سے یا حکومت نے تم کو ذمہ دار بنادیا تو تم پر جس طرح اس یتیم کی دیکھ ریکھ فرض ہے اسی طرح اس کے مال کی دیکھ ریکھ اور حفاظت بھی ضروری ہے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یتیم کی نا سمجھی کی وجہ سے اس کے اچھے مال یا اچھی زمین کو اپنے خراب مال یا خراب زمین سے بدل لو، اگر تم کو اللہ نے دولت دی ہے تو تم نہایت احتیاط کے ساتھ یتیموں کے مال کو یتیموں پر خرچ کرو اور اپنی ضروریات زندگی پر اپنا مال خرچ کرو، تمہارا مال تو ان پر خرچ ہو سکتا ہے لیکن ان کا مال تمہارے اوپر اور تمہاری اولاد پر خرچ نہ ہونا چاہئے اگر احتیاط نہ کی تو یتیموں کا مال تمہارا اپنے کام میں لانا تمہاری آخرت کی بربادی کا سبب بنے گا۔

اس مضمون کو چند آیتوں کے بعد آیت نمبر ۱۰ میں بیان کیا گیا ہے کہ: ”جو

لوگ یتیموں کے مال کو ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور جلد ہی وہ لوگ آگ (جہنم) میں جائیں گے..... اس آیت میں بھی مذہب کی بنیاد پر حکم نہیں ہے بلکہ قرآن کہتا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ درحقیقت آگ کھاتے ہیں چاہے وہ مال مسلمان یتیم کا ہے یا ہندو اور یہودی یا عیسائی یتیم کا ہو سب کا ایک ہی حکم ہے۔

اسی طرح ”یتیم کا مال اٹھی کو پہنچاؤ“ کے سلسلے میں بھی قرآن نے بڑی احتیاط برتی ہے جس کو دو آیتوں کے بعد آیت نمبر ۶ میں کہا گیا ہے: ”یتیموں کو آزمائش یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں تو اگر ان میں ہوشیاری دیکھو تو ان کے مالوں کو ان کے حوالے کر دو“..... اس آیت سے معلوم ہوا کہ یتیموں کے مال کی حفاظت کی جائے گی تا کہ وہ برباد نہ ہو جائے یہ سرپرست کی ذمہ داری ہے کہ یتیم کی بچپن ہی سے تربیت کرے بھلے برے کی سمجھ اس میں پیدا کرے مال کی کس طرح حفاظت ہو سکے گی اس کو بتائے جس طرح باپ اپنی اولاد میں شعور پیدا کرتا ہے یتیم کا سرپرست بھی اسلام میں اس کا پابند ہے کہ یتیم میں اس سمجھ کو پیدا کرے اس کی تربیت کرے اور جب تک اس پر اطمینان اور بھروسہ نہ ہو جائے اس کا مال اس کے حوالے نہ کرے اور بھروسہ ہو جائے تو اس وقت اس کا مال اس کے حوالے کر دے اس کے بعد یہ شخص اپنی ذمہ داری سے ہلکا ہو جائے گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ یہ سب ذمہ داریاں ایک دوروز میں پوری نہیں ہوں گی بلکہ اللہ یہ فرما رہا ہے کہ ۲۰/۱۵ سال تک سرپرست کو ہر اعتبار سے اپنی اولاد کی طرح یتیم کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری پوری کرنی ہے پھر یتیم اگر لڑکی ہے تو تربیت کے ساتھ ساتھ اپنی بچی کی طرح یتیم لڑکی کے لئے بہترین سے بہترین رشتہ تلاش کرنا اور شادی بیاہ کرنا سرپرست ہی کی ذمہ داری ہے قرآن کہتا ہے کہ نادار اور بے کسوں کی مدد کرتے ہوئے ہر شخص کو خیال رکھنا چاہئے کہ اگر کل کو تو اس یتیم کے باپ کی طرح اپنے بچوں کو بے سہارا چھوڑ کر چلا گیا تو تیری اولاد بھی اسی طرح دوسروں کی نظر و کرم کی محتاج ہو سکتی ہے اس لئے آج

دوسروں کے بے سہارا بچوں کے لئے سہارا بن تو اللہ تیرے بے سہارا بچوں کے لئے دوسروں کو سہارا بنادے گا۔

ان تمام احکامات کو بھی بیان کرتے ہوئے قرآن مطلقاً یتیم کا ذکر کر رہا ہے آپ کو کہیں یتیم کے مذہب کی قید قرآن میں نہیں ملے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اور بہت سی چیزوں کی طرح غریب بے کس اور بے چارہ شخص کی مدد اپنے ماننے والوں پر مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ انسانیت اور بے چارگی کی بنیاد پر فرض کرتا ہے اور جو کوئی شخص یتیم کے اس حق کو نہیں مانتا اور اس کے ساتھ خراب برتاؤ کرتا ہے وہ اللہ کے عذاب کا مستحق بنتا ہے، اسی لئے سورہ نمبر ۸۹/ آیت نمبر ۱۷ میں قرآن کہتا ہے کہ: تم پر اللہ کی طرف سے آزمائش اور مصیبتوں کے ٹوٹ پڑنے کے اسباب میں بڑا سبب یہ ہے کہ ”تم یتیم کا اکرام نہیں کرتے اور ان کو عزت سے نہیں رکھتے“ اس میں اصل بتانا تو یہ ہے کہ یتیم کے حقوق ادا نہیں کرتے اس پر ضروری خرچ نہیں کرتے لیکن ”ان کو عزت نہیں دیتے اکرام نہیں کرتے“ کے الفاظ سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ نے جو تم کو مال دیا ہے اس پر اللہ کے شکر کا تقاضا صرف یہی نہیں ہے کہ تم یتیم پر خرچ کرو اور اس کا حق دیدو بلکہ اس کو عزت بھی دو اور اپنے بچوں کے مقابلہ میں اس کو ذلیل اور حقیر نہ جانو۔

اسی لئے سورہ نمبر ۹۳ کی آیت نمبر ۶ میں فرمایا کہ: ”کیا اللہ نے تجھ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو یتیم نہیں پایا پھر تجھ کو ٹھکانا دیا؟“ یعنی حضرت محمد ﷺ ماں کے پیٹ میں تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا پھر اللہ نے آپ کے دادا سے آپ کا پالنہ پوسن کرایا، پھر جب حضرت محمد ﷺ ۸ سال کے ہوئے تو دادا کا بھی انتقال ہو گیا تو پھر چچا ”ابوطالب“ نے آپ کا پالنہ پوسن کیا، اس آیت میں ”تجھ کو ٹھکانا دیا“ کا مطلب یہی ہے چنانچہ دو آیت کے بعد آیت نمبر ۹ میں قرآن کہتا ہے: ”تو آپ کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے“ یعنی اپنی یتیمی کے زمانہ پر غور کیجئے اور اپنے اوپر اللہ کے انعام پر نظر ڈالئے جس طرح اللہ نے یتیمی اور بے کسی پر آپ کو ٹھکانا اور سہارا دیا ہے آپ بھی یتیموں کے لئے سہارا بنئے اور یتیم پر دانٹ ڈپٹ اور

سختی نہ کیجئے کیونکہ یتیم کو تکلیف پہونچانا اور اس کو ذلیل کرنا مؤمن کا کام نہیں ہے۔ اسی کو سورہ نمبر ۷۰/۱۰ آیت نمبر ۱۲ میں اللہ نے فرمایا ہے: ”کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو بدلہ کے دن (قیامت کے دن) کو جھٹلاتا ہے؟، سو یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے“ یعنی یتیم جیسے بے سہارا اور بے کس کو اپنے دروازے سے دھکے دیکر نکال دیتا ہے اور اس کا سہارا نہیں بنتا، جبکہ اس کو یتیم کی مدد کر کے اور اس کا اکرام اور عزت کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو بنانا چاہئے تھا، یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یتیم کے ذکر کے ساتھ اس کے مذہب کا ذکر نہیں کیا مذہب کا ذکر نہ کرنا بتا رہا ہے کہ یتیم کوئی بھی ہو اور کسی بھی مذہب کے گھرانے کا ہو سب کا حکم ایک ہی ہے، قرآن شریف اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ سے ہر یتیم کے ساتھ اچھے پالن پوسن اور رہن سہن کا حکم دیتا ہے۔

ذکر کی ہوئی تمام آیتوں میں جو چیز ملتی ہے وہ یہی ہے کہ کسی بھی یتیم کے ساتھ اچھا و وہارا انسان کو اللہ کی رحمت کا مستحق بناتا ہے اور اس کی آخرت کو آباد کرتا ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ گھر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ (اپنی اولاد کی طرح) اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا سب سے خراب گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ خراب سلوک ہوتا ہو اور اللہ کا سب سے زیادہ محبوب وہ بندہ ہے جو یتیم اور بیوہ کے ساتھ اچھا معاملہ کرے وہ آدمی بہت خوش بخت ہے جو کسی یتیم بچہ کی پرورش کی فکر کرتے ہوئے اس کی ہر طرح کی خبر گیری کرے اور اپنی اولاد کی طرح اس کی فکر کو اپنے اوپر اوڑھ لے“۔ جو شخص کسی اور کے یتیم بچوں کے ساتھ چاہے اس کا مذہب کچھ بھی ہو حسن نیت اور اخلاص کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا خدا کی ذات سے توقع ہے کہ اللہ اس کے بچوں کے ساتھ بھی رحمت و عنایت کا معاملہ فرمائیں گے کیونکہ آدمی جو بوتا ہے اسی کو کاٹتا ہے۔

اسی سلسلہ کا ایک اور واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت محمد ﷺ سے شکایت کی کہ میرا دل بہت سخت ہے مطلب یہ ہے کہ نہ کسی پر رحم آتا ہے اور نہ آخرت کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے اور نہ اپنے گناہوں کو یاد کر کے آنکھ میں آنسو بہتے ہیں تو حضرت محمد ﷺ نے جواب دیا کہ ”یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو“ یعنی یتیم سے محبت اور مہربانی چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم خاص طور پر مؤمن کے دل میں انقلاب لانے والی اور خوف خدا پیدا کرنے والی چیز ہے اس لئے ہر انسان کو قرآن شریف کی ان آیتوں اور اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی ان احادیث کی سچے دل سے اتباع کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو آباد کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔

یتیم کے مال سے متعلق کچھ مسئلے جن کو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مرحوم نے معارف القرآن میں ذکر کیا ہے یہاں پیش کئے جا رہے ہیں ان پر خود نظر رکھنی چاہئے اور لوگوں کو بھی بتانا چاہئے۔

مسئلہ : میت کے بدن کے کپڑے بھی ترکہ میں شامل ہوتے ہیں ان کو حساب میں لگائے بغیر یوں ہی صدقہ کر دیتے ہیں بعض علاقوں میں تانبے پیتل کے برتن مال کو تقسیم کئے بغیر فقیروں کو دیدیتے ہیں حالانکہ ان سب میں نابالغوں اور غیر حاضر وارثوں کا بھی حق ہوتا ہے پہلے مال بانٹ لیں جس میں سے مرنے والے کی اولاد بیوی والدین بہنیں جس کو شرعاً حصہ پہنچتا ہو اس کو دیدیں اس کے بعد اپنی خوشی سے جو شخص چاہے مرنے والے کی طرف سے خیرات کرے یا مل کر کریں تو صرف بالغین کریں نابالغ کی اجازت کا بھی اعتبار نہیں اور جو وارث غیر حاضر ہو اس کے حصہ میں اسکی اجازت کے بغیر بھی تصرف درست نہیں۔

مسئلہ : میت کو قبرستان لے جاتے وقت جو چادر جنازہ کے اوپر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے اس کو میت کے مال سے خریدنا جائز نہیں کیونکہ وہ مال مشترک ہے کوئی شخص اپنی طرف سے خرچ کر دے تو جائز ہے۔ بعض علاقوں میں نماز جنازہ پڑھانے والے امام کے لئے کفن ہی کے کپڑے میں سے مصلیٰ تیار کیا

جاتا ہے اور پھر یہ مصلیٰ امام کو دیدیا جاتا ہے یہ خرچ بھی کفن کی ضرورت سے فاضل ہے، ورثہ کے مشترک مال میں سے اس کا خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ : بعض جگہ میت کے غسل کے لئے نئے برتن خریدے جاتے ہیں پھر ان کو توڑ دیا جاتا ہے۔ اول تو نئے خریدنے کی ضرورت نہیں کیونکہ گھر کے موجودہ برتنوں سے غسل دیا جاسکتا ہے اور اگر خریدنے کی ضرورت پڑ جائے تو توڑنا جائز نہیں اول تو اس میں مال ضائع کرنا ہے اور پھر ان سے یتیموں کا اور غائب وارثوں کا حق وابستہ ہے۔

مسئلہ : ترکہ کی تقسیم سے پہلے اس میں سے مہمانوں کی خاطر تواضع اور صدقہ و خیرات کچھ جائز نہیں اسی طرح کے صدقہ و خیرات کرنے سے مردے کو کوئی ثواب نہیں پہنچتا بلکہ ثواب سمجھ کر دینا اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے اس لئے کہ مورث کے مرنے کے بعد اب یہ سب مال تمام وارثوں کا حق ہے اور ان میں یتیم بھی ہوتے ہیں، اس مشترک مال میں سے دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کا مال چرا کر میت کے حق میں صدقہ کر دیا جائے۔ پہلے مال تقسیم کر دیا جائے اس کے بعد اگر وہ وارث اپنے مال میں سے اپنی مرضی سے میت کے حق میں صدقہ خیرات کرے تو ان کو اختیار ہے۔ تقسیم سے پہلے بھی وارثوں سے اجازت لیکر مشترک ترکہ میں سے صدقہ خیرات نہ کریں اس لئے کہ جوان میں یتیم ہیں ان کی اجازت تو معتبر ہی نہیں اور جو بالغین ہیں وہ بھی ضروری نہیں کہ خوش دلی سے اجازت دیں ہو سکتا ہے کہ وہ لحاظ کی وجہ سے اجازت دینے پر مجبور ہوں اور لوگوں کے طعنوں کے خوف سے کہ اپنے مردہ کے حق میں دو پیسے تک خرچ نہ کئے، اس عار سے بچنے کے لئے بادلِ ناخواستہ حامی بھر لے حالانکہ شریعت میں صرف وہ مال حلال ہے جس کو دینے والا خوش دلی سے دے رہا ہو جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

